

## 38064-مسلمان روزے کیوں رکھتے ہیں؟

سوال

میں برطانیہ میں رہائش پذیر ہوں، مجھ سے اکثر غیر مسلم یہ پوچھتے ہیں کہ مسلمان روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ میں انہیں کیا جواب دوں؟

پسندیدہ جواب

اول :

ہم مسلمان رمضان المبارک کے روزے اس لیے رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روزے رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

﴿اے ایمان والو تم پر روزے رکھنے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے رکھنے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی و پرہیزگار بنو﴾۔ البقرہ (183)۔

لہذا ہم اللہ تعالیٰ کی اس محبوب عبادت کر کے اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں۔

اور مومن کا شیوہ بھی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم پر عمل کرنے میں جلدی کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان پر عمل ہو سکے :

﴿ایمان والوں کا قول تو یہ کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ تم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں﴾۔ النور

(51)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ایک دوسرے مقام پر فرمان ہے :

﴿اور جو کسی مومن مرد و عورت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار نہیں رہ جاتا، یاد رکھو جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا وہ صریحاً گمراہ ہو گیا﴾۔ الاحزاب (36)۔

دوم :

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے کئی قسم کی عبادات کا مکلف کیا تاکہ وہ اپنے بندوں کو آزمائے کہ وہ ان عبادات میں کس حد تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں، کیا وہ اپنے طبیعت کے موافق معاملات میں اللہ تعالیٰ کی بات تسلیم کرتے ہیں یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مد نظر رکھتے ہوئے طبیعت کے مخالف معاملات میں بھی اطاعت کرتے ہیں کہ نہیں ؟

جب ہم مندرجہ ذیل پانچ عبادات پر غور و فکر کریں :

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان، نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تو ہم ان مندرجہ بالا عبادات کو دیکھتے ہیں تو کچھ بدنی عبادات ہیں اور کچھ مالی، اور بعض بدنی اور مالی دونوں کو شامل ہیں، حتیٰ کہ سخی اور بنخیل کا پتہ چل جاتا ہے، بعض لوگوں پر نماز کی ادائیگی آسان ہوتی اور اسے ہزار رکعت کرنا بھی مشکل نہیں ہوتی، لیکن وہ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔

اور کچھ لوگ آسانی سے ہزاروں روپے خرچ تو کر سکتے ہیں لیکن وہ ایک رکعت کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔

اس لیے شریعت اسلامیہ نے مختلف قسم کی عبادات فرض کیں تاکہ یہ علم ہو سکے کہ کون اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے، اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلنے والا کون ہے؟۔  
مثلاً نماز صرف بدنی عبادت ہے لیکن اس کے لیے وضوء کے لیے پانی خریدنا اور ستر عورتہ کے لیے کپڑے خریدنا نماز کے تابع ہے نہ کہ نماز میں شامل ہے۔

اور زکاۃ صرف مالی عبادت ہے، اور اس میں جو تھوڑا بہت بدن کا حصہ شامل ہے کہ مال کا حساب کتاب کرنا، اور زکاۃ فقراء مساکین تک پہنچانا یہ سب کچھ زکاۃ کے تابع ہے نہ کہ عبادت میں داخل ہیں۔

اور اسی طرح حج کو دیکھیں اس میں مالی اور بدنی دونوں عبادت کو جمع کر دیا گیا ہے، لیکن ہو سکتا ہے اہل مکہ اس عبادت میں اتنے مال کے محتاج نہ ہوں جتنا کہ دوسرے لوگ محتاج ہوتے ہیں، لیکن یہ بھی بہت ہی نادر ہے یا پھر انہیں کم مال خرچ کرنا پڑتا ہے۔

اور حادنی سبیل اللہ ایک عبادت ہے جس میں مالی اور بدنی دونوں عبادتیں ہی شامل ہیں، بعض اوقات مال اور بعض اوقات بدن کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اور اسی طرح تکلیف یعنی کسی شخص کا مکلف ہونے میں بھی انواع و اقسام ہیں، کبھی تو پسندیدہ اشیاء سے رکنا پڑتا ہے اور بعض اوقات پسندیدہ اور محبوب اشیاء کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا پڑتا ہے جو کہ تکلیف کی ایک قسم ہے۔

محبوب اور پسندیدہ اشیاء سے رکنے کی مثال روزے ہیں اور محبوب اشیاء خرچ کرنے کی مثال زکاۃ کی ادائیگی ہے اس لیے مال بہت ہی زیادہ و محبوب ہوتا ہے، لہذا مال تو اس وقت تک خرچ ہیں نہیں کیا جاتا جب کوئی اس سے بھی زیادہ محبوب چیز نظر آرہی ہو پھر مال جیسی محبوب چیز بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔

اور اسی طرح محبوب اشیاء سے بھی رکنا: ہو سکتا کسی کے لیے ہزار روپے خرچ کرنے تو آسان ہوں لیکن ایک دن کا روزہ رکھنا اس کے لیے مشکل ہوتا ہے یا پھر اس کے برعکس روزہ تو رکھ سکتا ہے لیکن اس کے لیے ایک روپیہ بھی خرچ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اھ

دیکھیں شرح اللمع (6/190)۔

سوم:

روزوں کی مشروعیت میں بہت ہی عظیم اور بڑی حکمتیں پائی جاتی ہیں جن کا ذکر سوال نمبر (26862) کے جواب میں گزر چکا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روزوں کے وجوب کی حکمت کے بارہ میں سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

جب اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان پڑھتے ہیں:

﴿اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔﴾ البقرة (183)۔

تو اس آیت سے ہمیں روزوں کی فرضیت کی حکمت کا علم ہوتا ہے کہ یہ حکمت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تقویٰ ہے۔

تقویٰ محرمات کو ترک کرنے کا نام ہے، اور تقویٰ کا اطلاق محظورات کو ترک کرنے اور مامور اشیاء پر عمل کرنے پر ہوتا ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(جو کوئی بے ہودہ باتوں اور ان پر عمل اور جہالت سے باز نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر (657)۔

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (37658) اور (37989) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں۔

تو اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ روزہ دار کو واجبات کی ادائیگی کرنا چاہیے اور اسی طرح حرام کردہ اشیاء سے اجتناب چاہے وہ قولی ہوں یا فعلی حرام ہوں ان سے اجتناب کرنا ہوگا۔

روزہ دار نہ تو لوگوں کی غیبت و پچھلی کرے، اور نہ ہی جھوٹ بولے گا اور نہ ہی ان کے مابین غلط باتیں پھیلاتا رہے، اور اسی طرح وہ کوئی حرام خرید و فروخت بھی نہیں کرے گا بلکہ سب محرمات سے اجتناب کرنا ہوگا۔

لہذا اگر کوئی مسلمان پورا ایک ماہ اس پر عمل پیرا ہو تو پھر باقی پورا سال بھی صحیح اور ٹھیک اعمال کرے گا، لیکن افسوس تو اس کا ہے کہ بہت سے روزہ دار اپنے عام دنوں اور رمضان میں روزہ رکھے ہوئے دن کے مابین کوئی فرق نہیں کرتے، بلکہ ان کی وہی عادت رہتی ہے جو پہلے تھی اور وہ اسی طرح حرام کاموں کا ارتکاب بھی کرتے ہیں اور واجب اور فرض کردہ اشیاء پر عمل بھی نہیں کرتے۔

آپ کو یہ محسوس بھی نہیں گا کہ وہ شخص روزہ دار ہے اور آپ اس پر روزہ کے وقار کو بھی نہیں دیکھیں گے، لیکن یہ ہے کہ ان افعال سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کے اجر و ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، اور جب اس کا موازنہ کیا جائے تو ہوسکتا ہے یہ سب کچھ روزہ کے اجر سے زیادہ ہو کر اس کے اجر و ثواب کو ہی ضائع کر دے۔ اھ

دیکھیں فتاویٰ ارکان الاسلام صفحہ (451)۔

واللہ اعلم۔